محمد عابد مسعود

کرنے کا کام

میرے سامنے ملکی و غیر ملکی اخبارات و جرائد کا ایک پلندہ پڑا ہوا ہے۔امریکی حکام کی طرف سے ''صلیبی جنگ' (Crusade) کے شروع کرنے سے اب تک جو بیانات سامنے آئے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ جنگ صرف افغانستان تک محدود نہیں رہے گی، بلکہ دھیرے دھیرے اس کا دائرہ بڑھے گا اور جب تک پوری دنیا سے ''دہشت گردی'' کا خاتمہ نہیں ہو جاتا ،مسلمان امریکہ کی لگائی ہوئی اس آگ کی بھینٹ چڑھتے رہیں گے۔ یہ لڑائی اس وقت تک جاری رہے گی، جب تک پوری دنیا سے اسلامی اقدار کی بقاء کیلئے جدوجہد کرنے والے تمام گروہوں اور حکومتوں کا صفایا نہیں ہو جاتا اور مسلمان ایک ''ذمی'' کی حیثیت سے بھی بدتر حالت میں امریکہ کی غلامی قبول نہیں کر لیتے۔اگر ایسا ہو گیا (خاکم بدھن) تو صلیبی قوتوں کے ورلڈ آرڈر کے تحت انہیں نماز، روزہ اور حج کی اجازت تو ہوگی، مگر زکوٰۃ کا استعمال منی لانڈرنگ (Money Laundering) قرار پائے گا اور جہاد تو دور دراز کی بات ہو جائے گی۔باقی قوانین جو غلامی کیلئے ہوں گے، ان کا تو پھر کیا کہنا! پوری دنیا کے مسلمان اس صلیبی جنگ کو پوری سنجیدگی سے لیں اور اس کیلئے پوری تیاری کر رکھیں۔

معرکے (Bettle) اور جنگ (War) میں فرق ہے۔ ہر جنگ متعدد معرکوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ہر فریق جنگ میں کچھ معرکے جیتتا ہے اور کچھ ہارتا ہے لیکن جنگ وہ ہارتا ہے جو ہمت ہار جائے۔سب سے پہلے تو اللہ سے اس جنگ میں ثابت قدمی کیلئے دعا مانگیں۔اسلامی تعلیمات میں ثابت قدمی کیلئے دعا پر خاص زور دیا گیا ہے اور مسلمان کا پہلا ہتھیار دعا ہے، اسے لازم پکڑ لینا چاہیے اور لمبی مدت کی منصوبہ بندی کیلئے تگ و دو شروع کر دینی چاہئے۔کسی بھی بظاہر معمولی نظر آنے والی بات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ ہماری ایسی ہی لاپرواہیوں کی وجہ سے مسلمانوں کی دولت نے صلیبی قوتوں کو وہ طاقت فراہم کی ہے، جس کا آج ہم خمیازہ بھگت رہے ہیں۔سارا عالم اسلام اس وقت حالت جنگ میں ہے۔دشمنوں سے کسی بھی قسم کا تعاون ہماری ہلاکت کا باعث بن سکتا ہے۔یاد رکھیے! ایسا کچھ بھی کرنے سے تاریخ میں ہم ملت کے غدار کہلائیں گے۔اس لئے پہلی بات تو یہ کہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے پاس رکھی امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کی کرنسی کو اسلامی ممالک کی کرنسی سے بدل لیں۔

غیر مسلم ممالک یا ان کے بینکوں میں رکھے اپنے پیسوں کو وہاں سے نکلوا کر اپنے ملک میں لے آئیں۔تیسرے یہ کہ تمام یہودی اور عیسائی ملٹی نیشنل کمپنیوں کا کلیتاً بائیکاٹ کر دینا چاہیے اور اپنے ملک میں تیار کی ہوئی اشیاء کو استعمال کرنے کی مہم شروع کر دینی چاہیے۔ پہلے کچھ دقتیں ہوں گی اور وہ بھی محدود مدت کیلئے، بعد میں ان شاءاللہ! آپ کیلئے آسانی ہو جائے

گی۔ جب ہم اپنے ملک کے اداروں کی اشیاء سرے سے استعمال ہی نہیں کرتے تو ان کا معیار کس طرح اچھا ہوگا؟ ہم استعمال میں لائیں گے تو جو خامیاں ہیں، ان کی شکایت ہوگی اور اگلی دفعہ ان کو بہتر کرلیا جائے گا۔ اس ضمن میں سب سے بڑی ذمہ داری روزمرہ کے استعمال کیلئے اشیاء بنانے والی کمپنیوں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ تجارت میں دیانت کو معیار بنائیں تا کہ تجارت عبادت بن جائے۔ اگر ہم (KFC)، میکڈونلڈ اور پیزا ہٹ پر جانا بند کردیں گے تو مر نہیں جائیں گے، نہ ہی صحت خراب ہوگی بلکہ پہلے سے اچھی ہو جائے گی کیونکہ غیر ملکی مشروبات اور کھانوں کے مضرِ صحت ہونے کے بارے میں وہاں کے پریس میں چھپنے والی رپورٹوں کو دیکھ لینا چاہیے۔ کوکا کولا اور اس طرح کے دیگر مشروبات کے بارے میں کئی سال پہلے امریکہ کی ایک میڈیکل ایسوسی ایشن نے ایک رپورٹ شائع کی تھی، جس میں ان بیماریوں کی فہرست تھی جو ان کے پینے سے لگ جاتی ہے۔ اس میں دانت سے لے کر معدے اور خون کی متعدد بیماریاں شامل ہیں۔ یہ حال تو امریکہ میں تیار ہونے والے مشروبات کا ہے، جو حشر ان کا مقامی کارخانوں میں تیاری کے دوران ہوتا ہے، اس کا تو آپ کو اچھی طرح علم ہوگا۔ ہمارے ہاں ولائتی ریستورانوں میں برگر اور پیزا (Pizza) کھاتے وقت دراصل ہم اپنے فاقہ کے شکار بھائیوں کا گوشت اور خون کھا پی رہے ہوتے ہیں۔ کیا کبھی یہ سوچ ہمارے ذہن میں ارتعاش پیدا کرسکی کہ ہم دشمن کی اقتصادیات کو مضبوط کر کے ملک و ملت کی کونسی خدمت کر رہے ہیں؟ ایسے موقعوں پر ایک بدبودار سوال اٹھایا جاتا ہے کہ نہ صرف ہمارے ایسا کرنے سے یہود و نصاریٰ کے قائدین امریکہ اور اسرائیل کیلئے کون سی مشکل پیدا ہو جائے گی؟ دو چار ہزار لوگوں کے بائیکاٹ کرنے سے ان ملکوں کی مسلم کش حکومتوں کا کیا نقصان ہوگا؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ کم از کم ہم گناہ پر تعاون کے مجرم تو نہیں ہوں گے۔ دوسرا جواب اور اصل بات یہ ہے کہ وہ ''تعاون'' جو ہم ان ممالک کی اشیاء خرید کر کرتے ہیں، یہی تعاون اور اس کے ذریعے حاصل ہونے والا پیسہ دشمنانِ اسلام کے لئے اس خون کا کام کرتا ہے جو ایک زندگی کی علامت (Lift Supporting Blood) ہے۔ ہم دراصل زندگی کے مددگار اس خون میں اضافے کا باعث بن رہے ہیں، جو کفار کی اقتصادی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ اس خون کی سپلائی اگر ہم بند کردیں، چاہے کچھ لوگ ہی سہی مل کر یہ کام کر ڈالیں تو وہ ترقی جو آج تیسری دنیا کے ممالک کے لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہے، کل ہم اسے اپنے ہاں دیکھ سکیں گے، جو غفلت ہو چکی، سو ہو چکی، اب اس کا تدارک ہونا چاہیے۔ وہ کسی کا یہ شعر کتنا اچھا ہے۔

وہیں سے صبح سمجھ لو جہاں سے جاگے ہو
جو وقت سو کے کٹا ہے، شمار کیا کرنا

یہ کام از بس ضروری ہے، چاہے اسے کرنے والے دو چار لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لئے کہ خون کی سپلائی اور منتقلی قطرہ قطرہ کر کے ہی ہوتی ہے۔ اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ دشمن کی زندگی کے اس مددگار خون سے کتنے قطرے کم کر پائے ہیں...؟